اوّلین اردو نعت گو

افضال احمد انور *

Abstract:
Different critics have different views about the Naat's writer, who wrote the first Naat in Urdu Language. In this thesis this fact has proved that Hazrat Muhammad Hussainy (Banda Nawaz) wrote the first Naat in Urdu Language as per available material on the topic.

اردو میں سب سے پہلے منظوم نعت کہنے کا شرف کسے حاصل ہے؟ ناقدین و محققین میں یہ بحث خاصی متنازعہ ہے، پھر بھی اس کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کا تجزیہ ضروری ہے۔ نصیر الدین ہاشمی نے قدیم دکنی شعراء کا ذکر کرتے ہوئے ''دکن کا پہلا شاعر اور نظم کی ابتدا'' کے زیرِ عنوان لکھا:

''موجودہ تحقیقات کے لحاظ سے خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو درازؒ (متوفی ۸۲۵ھ) دکن کے پہلے شاعر قرار پاتے ہیں۔'' [۱]

ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق نے اردو نعت کے موضوع پر پہلی پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، انہوں نے قدیم دور کے اردو نعت گو شعراء اور نعتیہ مخطوطات کے باب میں سب سے پہلے حضرت سید محمد حسینی گیسو درازؒ کا ذکر کیا [۲]۔ ان کی نعتوں کا نمونہ بھی دیا۔ ان کے اس عمل سے ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک حضرت گیسو درازؒ اردو کے پہلے نعت گو شاعر ہیں۔ انہوں نے مولوی عبدالحق کی کتاب ''اردو کی ابتدائی نشو ونما میں صوفیائے کرام کا کام'' میں موجود حضرت گیسو درازؒ کا وہ کلام درج کیا ہے جو، ان کے بقول آغا حیدر حسن کی مملوکہ بیاض میں بھی درج ہے، اور وہ یوں ہے:

میں عاشق اس پیو کا جنے مجھے جیو دیا ہے او پیو میرے جیو کا بر مالیا ہے
اور معشوق بے مثال ہے نور نبیؐ پایا
نور نبی رسول کا او میرے جیو میں بھایا
اپسکوں اپنے دیکھنے کیسی آرسی لایا
کھڑے کھڑے پیو جیو میں، آپسیں آپ دکھاوے

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد۔

ایسی میٹھی معشوق کوں کوئی کیوں دیکھے پاوے
جنہہ دیکھے او سی کوں اسے اور نہ بہاوے
کل شے محیط ہے اس کون پچھانے
جو کوئی عاشق اس پیو کے اسی جیو میں جانے
اسی دیکھت گم ہو رہے جیسی میں دیوانے
خواجہ نصیر الدین جنے سائیاں پیو بنائی
جیو کا کہوں کٹہ کھول کر پیا ملّہ آپ دکھائی
رکھے سید محمد حسینی پیو سنکہہ کہیا نہ جائی ۳؎

مثلث کی اسی ہیئت میں دو منظومات مزید دی گئی ہیں، پہلا مثلث تو نعت کا وقیع نمونہ ہے۔

اے محمدؐ ہجلو جم جم جلوہ تیرا ذات تجلّی ہوے گی سیس سپور نہ سہرا
واحد اپنی آپ تھا، اپیں آپ نجھایا
پر کٹہ جلوے کار نے الف میم ہو آیا
عشقوں جلوہ دینے کر کاف نون بسایا
لولاک لما خلقت الافلاک خالق پالائے
فاضل افضل جتنے مرسل ساجد سجود ہو آئے
امت رحمت بخشش ہدایت تشریف پائے ۴؎

اس مثلث کا تیسرا بند درج کرنے سے پہلے اقبال الدین احمد نے لکھا: ''بندہ نواز شہبازؒ حیات النبیؐ کے قائل تھے'' جیسا کہ فرماتے ہیں:

مخفی نانوں معشوق رکھ ظاہر شہباز کہلائے
عشق کے جینی چندر بند اپنی آپ دکھائے
الآن کما کان پھر آپیں آپ سمائے ۵؎

خواجہ گیسو درازؒ کا ''چکّی نامہ''، حمد، نعت اور مضامینِ تصوف پر مشتمل ہے۔ مربع ہیئت کی اس نظم کے کل بارہ

بند ہیں، جن میں سے پانچ بند نصیر الدین ہاشمی نے نقل کیے ہیں۔ایک بند میں نعتیہ مضمون یوں بہار دکھارہا ہے:

الف اللہ اس کا دستا میانے محمد ہوکر بستا
پہنچی طلب یوں کو دستا کہے بسم اللہ ہو ہو اللہ ٦

ترقی، اردو بیورو نئی دہلی (بھارت) سے ڈاکٹر فہمیدہ بیگم نے ''دکن میں اردو'' کا جو اڈیشن شائع کیا ہے، اس میں خواجہ گیسو دراز کی بطور نمونہ دو اور دو غزلیں بھی درج ہیں ے ان کی غزل چونکہ ہمارے دائرہ تحقیق سے باہر ہے لہٰذا وہ اشعار درج نہیں کیے جاتے، تاہم ان اشعار سے یہ تو بخوبی واضح ہوتا ہے کہ وہ ایک قادرالکلام شاعر تھے۔

سید یونس شاہ نے خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی ایک رباعی بھی نقل کی ہے:

پانی میں نمک ڈال مزا دیکھنا دسے
جب گُھل گیا نمک تو نمک بولنا کسے
یوں کھوی خودی اپنی خدا ساتھ محمدؐ
جب گُھل گئی خودی تو خدا بولنا کسے ٨

سید یونس شاہ نے ان کے ایک نعتیہ مخمس کا پہلا بند بھی درج کیا ہے:

کہاں لک کھنچیا رہے گا توں دنیا کی پریشانی
چنے لک فکر ہی دینے کی دنیا دیکھے تو ہے فانی
دنیا میں یوں ہمیں آئے کہ چون آئے ہیں مہمانی
توسٹ غفلت آپسی تن کی کہ ہوشیار اے گیانی
سمجھ کر دیکھ ہے تجھ میں نبی کا نور نورانی ٩

سید یونس شاہ کے بقول ''بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کی تصنیفات کی تعداد ۱۰۵ بتائی ہے۔اس وقت کم و بیش آپ کی ۴۰ تصنیفات دستیاب ہیں۔جن میں کچھ دکنی رسائل بھی ہیں............اس بناء پر سید سلیمان ندوی نے انہیں چشتیہ سلسلے کے ''سلطان القلم'' کا خطاب دیا ہے۔'' ١٠

وہ حضرت خواجہ گیسو دراز کے ایسے کلام کی نشاندہی بھی کرتے ہیں جو کتابی شکل میں محفوظ نہیں ہوسکا:

''آپؒ کا بہت سا کلام سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے اور یہ وہ راگ راگنیاں ہیں جو

قوّال گاتے چلے آ رہے ہیں اور جن کا کوئی تحریری ثبوت آج نہیں ہے۔'' ۱۱

خواجہ گیسودرازؒ ، حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ کے مرید و خلیفہ تھے اور کلام میں شہباز تخلص استعمال کرتے تھے۔ان کا جو کلام بطور نمونہ اوپر درج کیا گیا ہے اس کی داخلی شہادتیں بھی انہیں قادر الکلام شاعر ثابت کرتی ہیں۔ان سے پہلے کسی نے اردو میں کوئی با قاعدہ نعت کہی تو اس کا کوئی سراغ یا ثبوت نہیں ملتا' لہٰذا اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اردو نعت گوئی میں ان کی اولیت کو تسلیم کیا جائے۔سید رفیع الدین اشفاق نے پہلے با قاعدہ نعت گو کے طور پر ان کا ذکر سب سے پہلے کیا۔پروفیسر سید یونس شاہ نے بھی انہیں اولین اردو نعت گو تسلیم کیا:

''ہمیں یہ دیکھ کر حقیقی مسرت ہوتی ہے کہ اردو کے پہلے شاعر نے ایک مکمل نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دکنی میں لکھی۔گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اردو زبان نے جب ادبی میدان میں قدم رکھا تو من جملہ اور اصنافِ شاعری کے نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیثیت سے بھی خواجہ بندہ نواز' گیسودرازؒ کا نام یاد رہے گا۔'' ۱۲

ڈاکٹر جمیل جالبی نے جب مثنوی کدم راؤ پدم راؤ مدوّن کی تو اس کے شاعر فخر الدین نظامی کے سر اردو کے اولین شاعر ہونے کا سہرا باندھ دیا۔انہوں نے خواجہ بندہ نواز گیسودرازؒ سے منسوب رسالہ ''معراج العاشقین'' کی خواجہ گیسودرازؒ سے نسبت کی تغلیط کی اور اس نظریے پر زور دیا کہ مثنوی کدم راؤ پدم راؤ ہی اردو کی پہلی تصنیف ہے۔ ۱۳ بھارت میں شائع ''دکن میں اردو'' کے آغاز میں ڈاکٹر فہمیدہ بیگم نے ''اپنی بات'' کے زیرِ عنوان لکھا:

''حضرت خواجہ بندہ نواز' گیسودرازؒ کو اس صدی کی ابتدا میں اردو کا پہلا شاعر اور نثر نگار مانا گیا تھا' مگر عہدِ جدید کی تحقیق نے ان تمام رسائل کو حضرت سے منسوب کردہ ثابت کیا............معراج العاشقین کو ایک اور بزرگ مخدوم حسینی کی کتاب ثابت کرنے کے لئے ڈاکٹر حفیظ قتیل نے ایک مکمل کتاب تصنیف کر ڈالی ہے۔'' ۱۴

ڈاکٹر جمیل جالبی' ڈاکٹر حفیظ قتیل اور ڈاکٹر فہمیدہ بیگم جیسے محققین کی آرا کے باعث یہ نظریہ پھیلتا گیا کہ چونکہ معراج العاشقین' خواجہ گیسودرازؒ کی تصنیف نہیں لہٰذا خواجہ گیسودرازؒ پہلے اردو شاعر بھی نہیں' نتیجۃً پہلے نعت گو بھی نہیں۔ ڈاکٹر حفیظ قتیل کی کتاب ''معراج العاشقین کا مصنف'' حیدر آباد دکن سے ۱۹۶۴ء میں شائع ہوئی تھی۔اس کتاب کی

تلخیص نجم الاسلام نے بڑی محنت سے تیار کی جو شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی کے مجلّہ ''تحقیق'' کے دسویں گیارہویں مشترکہ شمارے میں شائع ہوئی۔ اس سے ڈاکٹر حفیظ قتیل کے طریق کار کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اس کے مطابق مولوی عبدالحق نے جب ''معراج العاشقین'' مرتب کی تو اس کے پیشِ نظر دو مخطوطے تھے ایک قلمی نسخہ ان کی ذاتی ملکیت تھا جبکہ دوسرا ڈاکٹر محمد قاسم کے کتب خانے میں تھا۔ ڈاکٹر محمد قاسم کے نسخے میں صراحت تھی کہ یہ ۹۰۶ھ میں کتابت ہوا۔ خود ڈاکٹر حفیظ قتیل نے اپنی تحقیق کے لئے جن چار قلمی نسخوں سے مدد لی ان پر نام ''معراج العاشقین'' درج تھا۔ ایک نسخہ پرسنِ کتابت، مصنف کا نام درج نہیں جبکہ تین نسخوں پر بطور مصنف خواجہ گیسو دراز بندہ نوازؒ کا نام درج ہے۔ مولوی عبدالحق نے جس نسخے کو بنیاد بنایا تھا وہ ۹۰۶ھ کے نسخے کی نقل تھا اسی بناء پر مولوی عبدالحق کو حضرت خواجہ بندہ نوازؒ سے اس کتاب کے انتساب کا یقین بھی ہوا لیکن ڈاکٹر حفیظ قتیل نے اپنی تحقیق کی بنیاد اس مفروضے پر رکھی کہ معراج العاشقین دراصل مخدوم شاہ حسینی کی تصنیف ہے۔ ان کے بقول ''مخدوم شاہ حسینی کی تاریخِ پیدائش و وفات تو کجا ان کی جائے تدفین کا بھی پتا نہیں چل سکا'' ۱۵؎ البتہ قیاس ہے کہ گیارہویں صدی ہجری کے اواخر اور بارہویں صدی ہجری کے اوائل کے بزرگ ہوں گے ۱۶؎ ان سے منسوب تین رسالے (ا) تلاوت الوجود (ب) دس مختلف ناموں سے ملنے والا ایک اور رسالہ اور (ج) تین ناموں سے ملنے والا ایک اور' رسالہ۔ معراج العاشقین منسوب بہ خواجہ بندہ نواز اٹھارہ صفحات کا ایک نثری رسالہ ہے جبکہ شاہ حسینی کا رسالہ ب تقریباً سو صفحات پر مشتمل ہے۔ معراج العاشقین کی عبارت رسالہ ب میں موجود ہے۔ اگرچہ ابواب کی سرخیاں نہیں ہیں لیکن مباحث کی ترتیب وہی ہے۔ اس سے قتیل نتیجہ نکالتے ہیں کہ:

> ''معراج العاشقین تلاوۃ الوجود کا خلاصہ ہے نہ کہ تلاوۃ الوجود معراج العاشقین کی شرح ہے۔'' ۱۷؎

سوچا تو یوں بھی جا سکتا تھا کہ خواجہ محمد حسینی گیسو درازؒ کے مابعد کے زمانے کے مصنف (یا کاتب) شاہ حسینی نے معراج العاشقین کی عبارت اپنے رسالے میں کھپالی ہے لیکن خلاصہ اور شرح کی اصطلاحوں کا سہارا لے کر یہ طے کر لیا گیا کہ معراج العاشقین نہیں بلکہ تلاوۃ الوجود اصل کتاب ہے۔ اس کے لئے بعض الفاظ و تراکیب کے استعمال کے پیشِ نظر زمانۂ تصنیف کا تعین کیا گیا۔ مولوی عبدالحق کے بارے میں طے کر لیا گیا کہ مولوی عبدالحق نے اس رسالے کے متن پر غور نہیں فرمایا اس کی ایک وجہ یہ بتائی گئی کہ غالباً انہیں علم تصوف سے کچھ زیادہ دلچسپی نہیں تھی' لہٰذا مولوی صاحب اس رسالے کی عبارت بوجوہ نہ سمجھ سکے۔ ۱۸؎ جس قلمی نسخے کو ۹۰۶ھ کے نسخے کی نقل ہونے کا

امتیاز حاصل تھا' اس کے سالِ کتابت پر عجیب وغریب قیاس آرائی کی گئی کہ دکنی مخطوطات میں کثرتِ اغلاط کی بناء پر اسے بھی غلط قیاس کرلیا جائے [۱۹] ڈاکٹر حفیظ قتیل نے بتایا کہ معراج العاشقین دراصل صوفیائے بیجاپور کے اجتہادی تصوف کے مضامین سے متعلق ہے اور خواجہ بندہ نواز کی تعلیمات کا مرکزی موضوع عشق ہے۔ لہٰذا ان کا فلسفہ اصلاً جذبہ ہے فلسفہ نہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ''بیجاپوری مصنفین میں مختلف رسائل سے اقتباسات لے کر ایک علیحدہ رسالہ مرتب کرنے کا رجحان عام ہے۔'' [۲۰] مولوی عبدالحق رسالے کی عبارت سمجھ سکے یا نہیں' لیکن عام قاری اس بات کو نہیں سمجھ رہا کہ اندازوں پر مبنی یہ اندازِ تحقیق کیسا ہے؟ دو بزرگ ہیں۔ ایک کا نام سیّد محمد حسینی ہے دوسرے کا شاہ حسینی۔ پہلے کا تعلق نویں صدی ہجری سے ہے دوسرے کا بارہویں صدی ہجری سے۔ ایک کے سوانحِ حیات معلوم ہیں اور مزار کی سب کو خبر ہے۔ دوسرے کے حالاتِ زندگی تو کجا' جائے تدفین کی بھی خبر نہیں۔ دونوں کا نام ''حسینی'' ایک ہے۔ کہیں یہ ایک ہی شخصیت کو دو مرتبہ تو پیش نہیں کر دیا گیا؟ اگر اس خبر کو حقیقت مان لیا جائے کہ ''مصنفین میں مختلف رسائل سے اقتباسات لے کر ایک علیحدہ رسالہ مرتب کرنے کا رجحان عام ہے'' تو اصولاً کس نے کس کے اقتباسات لیے؟ پہلے بزرگ نے چار سو سال بعد کے بزرگ کا کام اپنے نام کرلیا یا بعد والے نے پہلے دور کے مصنف کا کام اپنے نام کرلیا۔ اس گورکھ دھندے سے بچنے کیلئے لسانی مباحث کو بنیاد بنا کر نتائج اخذ کر لیے گئے۔ یہ تمام تحقیق، اُس وقت مشکوک ہو جاتی ہے جب ہم مولوی عبدالحق جیسے فاضل مصنف سے سنتے ہیں کہ معراج العاشقین ۹۰۶ھ میں کتابت ہوئی تھی اس اندراج کو کیسے نظر انداز کر دیا جائے؟ کیا ''اسے بھی غلط قیاس کر لیا جائے۔'' کوئی تسلی بخش جواب ہے؟؟؟ حیرت ہے کہ تمام زورِ تحقیق یک رُخا ہے۔ یقیناً اسے من وعن تسلیم کرنے میں بہت سے تحفظات ہیں لیکن' اگر بالفرض یہ ثابت ہو بھی جائے کہ نثری تصنیف معراج العاشقین حضرت گیسودرازؒ کی تصنیف نہیں تو اس سے یہ نتیجہ کیسے نکل سکتا ہے کہ ان کا شعری سرمایہ بھی ان کا نہیں؟

اگر یوں ہوتا کہ نصیرالدین ہاشمی نے ''دکن میں اردو'' میں جن مخطوطات اور قلمی نسخوں کی مدد سے کلام نقل کیا' ان پر بحث کی جاتی اور دلائل سے ثابت کیا جاتا کہ یہ کلام حضرت خواجہ گیسودرازؒ کا نہیں بلکہ فلاں بزرگ کا ہے تو اولین نعت گو ہونے کا شرف بھی انہی بزرگ کو حاصل ہوتا' لیکن جب ایسا نہیں ہوسکا تو محض ان کے نثری رسالے کو ان سے غلط منسوب ظاہر کر کے (جسے تسلیم کرنے میں تحفظات بھی ہیں) ان کے نعتیہ کلام کو بھی ان کا کلام تسلیم نہ کرنا تحقیق کی کون سی خدمت ہے؟ بہرحال بات چل نکلی تو بعض نقاد اور محقق یہ لکھنے لگے کہ اولین اردو نعت گو حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودرازؒ (المتوفی ۸۲۵ھ) نہیں بلکہ ان کے بعد کے ایک بزرگ فخرالدین نظامی ہیں۔ ان کی مثنوی کدم راؤ پدم

راؤ میں پائے جانے والے مثنوی کے نعتیہ اشعار ہی اردو کی قدیم ترین نعت کا اولین نمونہ ہیں۔اس بناء پر اردو نعت کے بعض ناقدین و محققین سخت تذبذب کا شکار ہوئے۔اس کی ایک مثال ڈاکٹر عاصی کرنالی کے مقالے ''اردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر'' میں اس وقت نظر آتی ہے جب وہ خواجہ بندہ نوازؒ (متوفی ۸۲۵ھ) کا مقالے میں ذکر پہلے کرتے ہیں' ان کی حمد و نعت کے نمونے بھی دیتے ہیں۔پھر فخر الدین نظامی کا ذکر کرتے ہیں (جن کی مثنوی کدم راؤ پدم راؤ ۸۲۵ھ سے ۸۳۹ھ کے درمیانی عرصہ میں لکھی گئی) اور ان کے حمدیہ و نعتیہ اشعار کا انتخاب درج کرتے ہیں۔چونکہ آغازِ بحث میں وہ ڈاکٹر جمیل جالبی کے نقطۂ نظر کی ہمنوائی کر چکے تھے لہٰذا مجبوراً لکھنا پڑا: ''نظامی کا ذکر اوپر آ چکا ہے جس میں کدم راؤ پدم راؤ کو اردو کی پہلی تصنیف قرار دیتے ہوئے اسی مثنوی کو اولین حمد و نعت کا حامل کہا جا چکا ہے اور اس اعتبار سے فخر الدین نظامی ہی اردو کا پہلا حمد و نعت نگار ثابت ہوتا ہے۔'' ۲۱

جب یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ خواجہ گیسو درازؒ ۸۲۵ھ میں واصل بحق ہوئے اور مثنوی کدم راؤ پدم راؤ ۸۲۵ھ سے ۸۳۹ھ کے درمیانی عرصہ میں لکھی گئی تو خواجہ گیسو دراز کی نعتوں کو ان کا کلام تسلیم کرتے ہوئے بھی' اور اپنے مقالے میں ان کا نعتیہ نمونۂ کلام دینے کے باوجود مابعد کے کلام کو اولیت دینے کا سبب کیا ہے؟

ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے مقالہ ''اردو میں نعت گوئی'' کے تیسرے باب میں خواجہ گیسو درازؒ کا نعتیہ کلام' مولوی عبدالحق اور نصیر الدین ہاشمی کے حوالے سے دیا ہے' لیکن خواجہ گیسو درازؒ سے اس کلام کی نسبت کو مشکوک کہا ہے اور اس کا سبب یہ بتایا ہے:

''ڈاکٹر جمیل جالبی نے اس بارے میں محققانہ انداز سے صراحت کی ہے کہ خواجہ گیسو درازؒ اور سید محمد اکبر حسینیؒ کی کوئی اردو تصنیف نہیں۔'' ۲۲ حفیظ تائب نے بھی تحقیق کے اسی اسلوب کو اختیار کرتے ہوئے لکھا:

> ''مولوی عبدالحق نے خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ (م ۸۲۵ھ) کے کچھ اشعار کو اردو نعت کا اولین نمونہ قرار دیا ہے' تاہم جمیل جالبی کی تحقیق کی رو سے فخر الدین نظامی کی مثنوی کدم راؤ پدم راؤ (تصنیف ۸۲۵ھ تا ۸۳۸ھ) میں حمد کے بعد آنے والے اشعار کو اردو نعت کا پہلا مستند نمونہ سمجھنا چاہیے۔'' ۲۳

یہی بات انہوں نے نقوش کے رسول نمبر میں بھی کہی لیکن اس لفظی تغیّر کے ساتھ کہ ''............اردو نعت کا پہلا نمونہ سمجھا جاتا ہے۔'' ۲۴

گویا تشکیک کی جگہ کامل یقین نے لے لی ہے۔لیکن یہ تشکیک بعض ناقدین کا پیچھا نہ چھوڑ سکی' چنانچہ اکرم

رضا نے لکھا:

''اردو نعت میں اولیت کا شرف (غالباً) حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کو حاصل ہے۔'' ۲۵

معراج العاشقین متعدد اہلِ قلم نے مدّون کر کے شائع کرائی جیسے مولوی عبدالحق، خلیق انجم، گوپی چند نارنگ اور تحسین سروری.........خلیق انجم نے معراج العاشقین کے آخر میں بطور ضمیمہ حضرت خواجہ گیسو درازؒ کا نعتیہ کلام بھی دیا ہے۔نصیر الدین ہاشمی نے ''دکن میں اردو'' میں صراحت کی ہے کہ خواجہ گیسو درازؒ کا نعتیہ کلام آغا حیدر حسن صاحب پروفیسر اردو، نظام کالج حیدرآباد کی مملوکہ بیاض سے لیا گیا ہے۔ نیز وہ سید اکبر علی کی مملوکہ بیاض کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ معراج العاشقین ایک نثری رسالہ ہے، اصلاً جس کا خواجہ گیسو درازؒ کے نعتیہ کلام موزوں سے کوئی علاقہ نہیں (اسی لیے مولوی عبدالحق نے معراج العاشقین کے آخر میں ان کا کلام نہیں دیا) خلیق انجم نے خواجہ گیسوؒ دراز کا نعتیہ کلام مفید اضافہ سمجھ کر دیا ہوگا۔ اب اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ معراج العاشقین حضرت خواجہ گیسو درازؒ کی تصنیف نہیں تو یہ کیسے ثابت ہوگا کہ ان کا نعتیہ کلام بھی ان کا نہیں؟ اسی حوالے سے راجا رشید محمود نے ڈاکٹر جالبی کے نظریے کا محاکمہ کیا ہے۔

ڈاکٹر جمیل جالبی نے فخر الدین نظامی سے پہلے پائی جانے والی تصانیف کی اولیت کو مشکوک ثابت کرنے کے لئے جو طریق کار اپنایا ہے، اس کے متعلق ماہنامہ ''نعت'' لاہور کے مدیر اعلیٰ، معروف نعت گو اور اہم محققِ نعت، راجا رشید محمود لکھتے ہیں:

''............ڈاکٹر جمیل جالبی کسی کتاب کو اب ناپید قرار دے کر اولیت کے زمرے سے خارج کر رہے ہیں اور کسی کتاب میں الحاقی عنصر کی موجودگی کی وجہ سے اس کی تغلیط کرتے ہیں، پھر جس کتاب سے اردو زبان کے قدیم ترین نمونے اخذ کیے جانے کو تسلیم کرتے ہیں، اسے بھی اولیت کی فہرست سے نکال رہے ہیں، اور سید محمد اکبر حسینی کا رسالہ چونکہ اڑتیس ابیات اور پندرہ نثری سطروں پر مشتمل ہے اس لیے اسے بھی قابلِ اعتناء نہیں سمجھتے، یعنی ان کی تحقیق کی بنیاد یہ ہے کہ اگر کوئی کتاب اب ناپید ہو گئی تو اس کی حیثیت صفر ہو جائے گی، کسی کتاب میں الحاقی عنصر کی موجودگی کا شائبہ ہو گیا تو وہ بھی گئی اور اگر کسی رسالے کے صفحے

کم ہوئے تو وہ بھی ان کی نگاہ میں وقعت نہیں پاتا۔'' ۲۶

راجا رشید محمود نے معراج العاشقین کی خواجہ گیسو درازؒ سے نسبت کی تغلیط کے حوالے سے ڈاکٹر جمیل جالبی کے دلائل کو بے وزن قرار دیا۔ یہ موضوع ہمارے دائرۂ تحقیق سے الگ ہے لہٰذا اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ اصل سوال یہ ہے کہ ایک نثری تصنیف کی نسبت مشکوک ثابت بھی ہو جائے تو صاحبِ نسبت کے دیگر کام یا کلام کو کس بناء پر قلمزد کیا جا سکتا ہے؟ ڈاکٹر جمیل جالبی، ریاض مجید، حفیظ تائب اور اکرم رضا جیسے بزرگوں کو چاہیے تو یہ تھا کہ نصیرالدین ہاشمی، خلیق انجم، وغیرہ بزرگوں نے جن مخطوطوں، بیاضوں اور قلمی نسخوں سے خواجہ گیسو درازؒ کا نعتیہ کلام لیا ہے، ان کی صحت پر بات کرتے، اس سارے کلام کو سرقہ، مشکوک یا الحاقی ثابت کرتے، اس کے بعد کہتے کہ چونکہ نظامی سے پہلے اردو نعت کا کوئی نمونہ ملتا ہی نہیں لہٰذا دستیاب معلومات کی حد تک فخرالدین نظامی ہی پہلا نعت گو ہے، لیکن ایسا نہیں ہوا۔ حیرت تو اس پر ہے کہ محققین اس نعتیہ کلام کو مستند مانتے ہوئے اپنے تحقیقی مقالوں کی زینت بھی بناتے ہیں لیکن اس کی اولیت کے بھی انکاری ہیں۔ چنانچہ راجا رشید محمود نے دوٹوک الفاظ میں لکھا:

> ''جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ جو نعتیہ اشعار حضرت خواجہ گیسو درازؒ سے منسوب ہیں، وہ ان کے نہیں ہیں، نعت گوئی میں اولیت کا سہرا انہی کے سر رہے گا۔'' ۲۷

ایک اشکال کا ازالہ البتہ ضروری ہے، وہ خواجہ گیسو درازؒ اور (مابعد کے) فخرالدین نظامی کے نعتیہ اشعار کے ذخیرۂ الفاظ، اسلوب اور معیار کا ہے۔ خواجہ گیسو درازؒ کا ایک شعر ہے:

واحد اپنی آپ تھا اپیں آپ نجھایا   پر کٹھ جلوے کارنے الف میم ہو آیا ۲۸

فخرالدین نظامی کا ایک نعتیہ شعر ہے:

تہیں ایک سا چا گسائیں امر   سری و دی تیں جگ تورا دگر ۲۹

اس نمونۂ کلام سے ظاہر ہے کہ نظامی کی نسبت خواجہ بندہ نوازؒ کا کلام زیادہ صاف، سہل اور رواں ہے حالانکہ ماقبل شاعر کا کلام تو ادق، پیچیدہ اور نسبتاً غیر صاف ہونا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خواجہ گیسو درازؒ (۷۲۱ھ تا ۸۲۵ھ) کی زندگی کا بیشتر حصہ دہلی میں گزرا۔ وہ دہلی میں پیدا ہوئے۔ پانچ برس کی عمر میں اپنے والد سید یوسف راجو قتالؒ کے ساتھ دیوگیر (دولت آباد) چلے گئے۔ ۷۳۶ھ میں والد کے انتقال کے پانچ سال بعد پھر دہلی آ گئے، ۳۰ ۸۱۵ھ میں سلطان فیروز شاہ بہمنی کے عہد میں گلبرگہ آئے اور وفات تک یہیں رہے۔ دہلی میں گزری اس طویل

زندگی کے اثرات ان کے کلام پر نمایاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں عربی فارسی کے الفاظ بہار دکھاتے ہیں۔روانی وسلاست اپنی چھب دکھاتی ہے۔وہ چشتیہ سلسلے سے تعلق رکھتے تھےاور سماع انہیں مرغوب تھا' ان کے کلام میں راگ راگنیوں کا لحاظ انہی کے کلام ہونے کی ایک مزید داخلی شہادت ہے۔جبکہ نظامی کی زبان نسبتاً ادق ہے اس میں سنسکرت' پراکرت اور علاقائی زبانوں جیسے پنجابی' راجستھانی' سندھی' گجراتی اور مرہٹی وغیرہ کے اثرات نمایاں ہیں۔عربی فارسی کا اثر نسبتاً کم ہے۔

یاد رہے کہ اولین اردو نعت گو ہونے کا سہرا خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ سے چھین کر فخر الدین نظامی کے سر باندھنے پر بات ختم نہیں ہوئی بلکہ ایک اور خیال یہ پیش کیا گیا کہ اولین نعت گو خواجہ گیسو درازؒ کے بجائے ملاّ داؤد ہیں۔اس نظریے نے فخر الدین نظامی کے اولین نعت گو ہونے کا نظریہ بھی دھندلا دیا ہے۔

ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری نے ''اردو شاعری میں نعت'' کے موضوع پر بھارت میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ان کا مقالہ ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا۔ان کی تحقیق کے مطابق اردو کے پہلے نعت گو ملاّ داؤد ہیں:

> ''ملاّ داؤد نہ صرف یہ کہ اردو کے پہلے شاعر ہیں' بلکہ وہ اردو کے پہلے نعت گو بھی ہیں۔مثنوی چندائن میں شامل نعت کو اردو کی پہلی نعت ہونے کا فخر حاصل ہے۔'' ۳۱؎ ان کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق:
>
> ''اردو کی سب سے پہلی تصنیف ملاّ داؤد کی مثنوی چندائن ہے' جو اردو زبان کا اولین لسانی و ادبی نمونہ ہے۔ملاّ داؤد شمالی ہند میں واقع قصبہ ڈلموٗ کے رہنے والے تھے' جو اس وقت رائے بریلی کا ایک قریہ ہے۔ملاّ داؤد نے ''چندائن'' اردو کی علاقائی زبان اودھی میں لکھی تھی۔'' ۳۲؎ وہ مزید رقم طراز ہیں:
>
> ''ملاّ داؤد نے چندائن ۷۸۱ھ = ۱۳۷۹ء میں بعہدِ فیروز شاہ تغلق تصنیف کی تھی۔اس میں لورکا اور چاند کی داستانِ عشق بیان کی گئی ہے۔ملاّ داؤد کا عرصۂ حیات شیخ بہاؤ الدین باجن (۷۹۰ھ۔۹۱۲ھ) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز متوفی ۸۲۵ھ اور سید محمد اکبر حسینی متوفی ۸۱۲ھ سے قبل کا ہے۔'' ۳۳؎

تحقیق' بے جا طرفداری کی متحمل نہیں ہوسکتی لہٰذا اگر ثابت ہوجائے کہ چندائن کے نعتیہ اشعارِ مثنوی' خواجہ گیسو درازؒ کے نعتیہ کلام سے پہلے لکھے گئے تو اب تک کی دستیاب معلومات کے مطابق ملاّ داؤد ہی پہلے نعت گو ٹھہریں

گے لیکن اپنے نظریے اور تحقیق کے ثبوت کے لئے جتنے دلائل ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد کو دینا ضروری تھے، وہ مقالے میں نہیں ملتے۔ آسان اور سیدھا اصول تو یہ تھا کہ ملّا داؤد کی تاریخِ پیدائش و وفات بعد از تحقیق درج کی جاتی پھر اس کا تقابل دیگر شعراء سے کیا جاتا۔ متعلقہ کلام کی تاریخِ تخلیق دریافت کی جاتی اور تقدم کا فیصلہ کیا جاتا۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل خود لکھتے ہیں کہ ملّا داؤد نے چندائن ۷۸۱ھ میں لکھی۔ خواجہ گیسو درازؒ کی تاریخِ ولادت ۴ رجب ۷۲۰ھ ہے۔ ۳۴
گویا جب ملّا داؤد نے بقول محمد اسماعیل آزاد چندائن ۷۸۱ھ میں تصنیف کی تو خواجہ گیسو درازؒ کی عمر اس وقت اکسٹھ برس تھی۔ خواجہ گیسوؒ دراز کو خدا نے طویل عمر سے نوازا، وہ چندائن کی تصنیف ۷۸۱ھ کے بعد بھی چوالیس برس زندہ رہے اور ۸۲۵ھ میں بعمر ایک سو پانچ برس وفات پائی۔ ملّا داؤد کی تاریخِ ولادت و وفات کی نشاندہی ضروری تھی جو نہیں کی گئی۔ بہرحال یہ تو واضح ہے کہ چندائن کی تاریخِ تصنیف (۷۸۱ھ) کے وقت خواجہ گیسو درازؒ اکسٹھ برس کے تھے یعنی بڑھاپے میں تھے لہٰذا یہ کہنا کہ ''ملّا داؤد کا عرصۂ حیات شیخ بہاؤالدین باجن متوفی ۹۱۲ھ، خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ متوفی ۸۲۵ھ اور سید محمد اکبر حسینی متوفی ۸۱۲ھ سے قبل کا ہے۔'' ۳۵ بے دلیل ہونے کے باعث مبنی بر حقیقت نہیں۔ خواجہ گیسو درازؒ کے ذکر کے ساتھ ہی صرف ان کے سالِ رحلت ۸۲۵ھ کی طرف اشارہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ کیا انہوں نے تمام نعتیہ کلام زندگی کی آخری سال ۸۲۵ھ میں لکھا ہے۔ صورتِ حال تو یہ ہے کہ ان کا کلام ان کی زندگی ہی میں مقبولِ عام ہو چکا تھا۔ قوال اسے گاتے تھے اور صوفیاء کے سماع میں وہ بڑے شوق سے سنا جاتا تھا لہٰذا یقیناً ان کی وفات کے سال ۸۲۵ھ سے بہت پہلے لکھا گیا ہوگا۔ یہاں بہاؤالدین باجن (۷۹۰ھ۔۹۱۲ھ) کی طرح ملّا داؤد اور خواجہ گیسو درازؒ کے سنینِ ولادت و رحلت کا اندراج بھی ضروری تھا۔ خواجہ گیسو درازؒ کا سالِ ولادت ۷۲۰ھ کیوں نہیں دیا گیا؟ اور محمد اکبر حسینی کے ذکر و تقابل کا یہ کیا مقام ہے کیونکہ وہ تو خواجہ گیسو دراز کے فرزندِ ارجمند تھے اور ۸۱۲ھ میں اپنے والد کی زندگی ہی میں وفات پا گئے تھے۔ مندرجہ بالا شواہد سے ظاہر ہے کہ پہلے نعت گو کی نشاندہی کے لئے جن ضروری کوائف کی ضرورت تھی وہ اس مقالے میں درج نہیں ہو سکے۔ چندائن کے سالِ تحریر ۷۸۱ھ کی نشاندہی سے تو یہ ثابت نہیں ہوجاتا کہ چندائن کے نعتیہ اشعار ۷۲۰ھ میں پیدا ہونے والے خواجہ گیسو درازؒ کے کلام سے پہلے لکھے گئے۔

خواجہ بندہ نواز، گیسو درازؒ ایک مشہور صوفی سید یوسف راجو قتالؒ کے صاحبزادے تھے۔ ان کے گھرانے کو پیروں کا آستانہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ کثیر تعداد میں لوگ خواجہ گیسو دراز کے مرید تھے اور ان کا کلام سماع کی محفلوں میں خصوصی اہتمام سے گایا جاتا تھا۔ ڈاکٹر الف۔ د۔ نسیم لکھتے ہیں:

''خواجہ بندہ نوازؒ کی زیادہ تر شاعری موسیقی یا راگ راگنیوں کے تابع ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ موسیقی کے ماہر بھی تھے، خواجہ بندہ نوازؒ کے کچھ شعر سینہ بہ سینہ چلے آتے ہیں، جن کے متعلق مشہور ہے کہ یہ بند حجرے کی قوالی کے لیے ہیں۔ یہ بند حجرے کی قوالی جو مخصوص ماحول اور مخصوص ذہنی و قلبی کیفیت کے لوگوں کے لئے ہوتی ہے، صوفیانہ سماع کا مقصد و منتہا ہے۔ عوام میں آ کر اس نے اپنی حقیقی صورت بدل دی ہے اور اصلی مقصود گم کر دیا ہے۔۔۔ سلطان ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور نے جو موسیقی کا عاشق اور ماہر تھا ''نورس'' کے نام سے ایک کتاب میں ہندی راگ راگنیوں کے تحت جو شعر یا کبت لکھے ہیں، اس میں انہوں نے خواجہ بندہ نوازؒ کو جس انداز سے خراجِ عقیدت پیش کیا ہے اس سے خواجہ موصوف کے ہندی موسیقی میں مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔'' ۳۶

فاضل محقق نے ایک اور پتے کی بات بتائی ہے:

''حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کا مقابلہ ہندو جوگیوں، عالموں اور برہمنوں سے تھا، جنہوں نے جنوبی ہند کی دراوڑی اقوام کو قعرِ مذلّت میں گرا رکھا تھا۔ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ ان قوموں کو انسانی برتری اور کمتری کی ذلیل کن تمیز سے نکال کر انسانی حقیقت کی سطح پر لانا چاہتے تھے۔ اس لیے انہوں نے سنسکرت سیکھی، ہندوؤں کے علوم پڑھے اور ہندی موسیقی میں مہارت حاصل کی۔'' ۳۷

اس طویل اقتباس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس پس منظر کا حامل انسان جو سنسکرت سیکھ چکا ہو، فارسی موسیقی کے بجائے ہندی موسیقی کو ترجیح دیتا ہو، سماع کو اسلام پھیلانے کا وسیلہ بنائے ہوئے ہو، جس کا کلام مخصوص مزاج کے لوگ بند حجرے میں سنتے ہوں، موسیقی کے قدر دان اور آشنا جس کی خدمات کی تحسین کرتے ہوں جس نے چکی نامہ، رباعی، مثلث، مسدس جیسی شعری ہیئتوں میں دادِ سخن دی ہو، جسے سید سلمان ندوی جیسے نابغہ انسان نے صوفیاء کے چشتیہ سلسلے کا ''سلطان القلم'' قرار دیا ہو۔'' ۳۸ بعض شعراء اپنی مثنویوں میں، حمد و نعت کے بعد جس کی منقبت لکھتے رہے ہوں، اس نے ساٹھ برس تک خود کوئی شعر نہ کہا ہوگا؟ یہ جذباتی تحقیق یا بے جا اصرار نہیں محض حق کو حق دار تک پہنچانے کا اصول ہے۔ ڈاکٹر اسماعیل آزاد نے جس سادے سے انداز میں کہہ دیا ہے کہ ڈلموٗ کے ملاّ داؤد کا

نعتیہ کلام خواجہ گیسو درازؒ سے پہلے کا ہے' کیا اسے مانا جاسکتا ہے؟ جب ملّا داؤد کے عرصۂ حیات کا تعین ہی نہیں تو خواجہ بندہ نوازؒ سے تقابل کیسا اور دعویٰ کیسا؟ عرض صرف اتنی ہے کہ چندائن کو اردو کی اولین مثنوی مانا جاسکتا ہے اور یہ بھی تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ چندائن میں موجود نعتیہ اشعار ''کدم راؤ پدم راؤ'' سے پہلے لکھے گئے لیکن خواجہ بندہ نواز' گیسو درازؒ کا نعتیہ کلام (جو مثنوی کی ہیئت میں نہیں بلکہ رباعی' مثلث وغیرہ ہیئت میں ہے اور جسے خود اسماعیل آزاد تسلیم کرتے اور اپنے مقالے میں اس کے نمونے دیتے ہیں) اگر چندائن کے بعد لکھا گیا تو اس کا ثبوت کیا ہے؟ بغیر ثبوت یہی حقیقت مسلمہ رہے گی کہ خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ ہی اردو کے اولین نعت گو ہیں' اگرچہ مثنوی کی مخصوص ہیئت میں رسمی طور پر ذیلی حیثیت سے سب سے پہلے لکھئے گئے نعتیہ اشعار ملّا داؤد کی ''چندائن'' کے ہیں پھر ''کدم راؤ پدم راؤ'' کے نعتیہ اشعار کا نمبر ہے۔

ڈاکٹر جمیل جالبی نے نظامی دکنی کی مثنوی ''کدم راؤ پدم راؤ'' کے مقدمے میں اس مثنوی کو اردو کی پہلی باقاعدہ تصنیف قرار دیا ہے ۳۹۔ اگر کسی طرح یہ ثابت بھی ہوجائے کہ خواجہ گیسو درازؒ کا کلام جو مختلف بیاضوں میں بکھرا ہوا ہے یا اہلِ سماع سے سینہ بہ سینہ آگے پھیلا ہے' کسی باقاعدہ تصنیف کی ذیل میں نہیں آتا تو بھی یہ حقیقت تو اپنی جگہ قائم رہے گی کہ بات باقاعدہ کتابی شکل (یا تصنیف) کی نہیں۔ سب سے پہلے اردو نعت لکھنے کی ہے تو کیا خواجہ گیسو درازؒ کے اس کلام سے صرفِ نظر ممکن ہوگا؟

لے دے کے بات پھر وہیں آجاتی ہے کہ جب تک خواجہ گیسو درازؒ کے نعتیہ کلام سے پہلے کے کلام کی نشاندہی تحقیقی انداز سے نہیں ہو پاتی اور جب تک خواجہ گیسو درازؒ سے منسوب کلام کا انتساب تحقیقی انداز سے غلط ثابت نہیں ہوجاتا' اولین اردو نعت گو ہونے کا شرف انہی کو حاصل رہے گا۔ عین ممکن ہے کسی وقت ایسے قدیم مخطوطات اور قلمی نسخے نیز بیاضیں دریافت ہوجائیں جن کے حوالے سے اولیت کے کچھ دوسرے دعوی دار بھی سامنے آجائیں۔ تاریخِ ادب گواہ ہے کہ شعری عمل صدیوں پر محیط تسلسل سے نکھرتا اور ارتقائی منازل طے کرتا ہے لہٰذا عین ممکن ہے کسی نے حضرت خواجہ گیسو درازؒ سے پہلے اردو نعت کہی ہو لیکن جب تک تحقیقات سے کچھ مزید ثابت نہیں ہوتا' تب تک اردو نعت گوئی کی اولیت کا سہرا حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نوازؒ کے سر ہی رہے گا۔

بہرحال یہ مقامِ شکر ہے کہ جب اردو زبان نے نظم کی صورت میں باقاعدہ اظہار کا قرینہ سیکھا تو اس کے پہلے باقاعدہ شاعر (خواجہ گیسو درازؒ) نے مکمل نعتیں کہہ کر اردو ادب کے سر پر کلاہِ عظمت سجادی۔ نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے مثلث' رباعی' مخمس' مربع وغیرہ ہیئتوں میں نعتیہ مضامین پیش کرکے اردو نعت کے ہیئتی ارتقاء کی بنیاد بھی رکھ دی تھی۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ نصیرالدین ہاشمی،دکن میں اردو،لاہور: اردو مرکز، طبع ۵ ، ۱۹۶۰ء،ص:۲۱

۲۔ رفیع الدین اشفاق،اردو میں نعتیہ شاعری، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ۱۹۷۶ء،ص:۱۲۵

۳۔ نصیرالدین ہاشمی،دکن میں اردو،(پاکستانی ایڈیشن)ص:۱۲۸

۴۔ نصیرالدین ہاشمی،دکن میں اردو،ص:۲۹

۵۔ اقبال الدین احمد،تذکرہ خواجہ گیسودرازؒ ، اقبال پبلشرز، کراچی ۱۹۶۶ء،ص:۱۴۹

۶۔ نصیرالدین ہاشمی،دکن میں اردو،(پاکستانی ایڈیشن)ص:۳۰

۷۔ نصیرالدین ہاشمی،دکن میں اردو،(بھارتی ایڈیشن) ترقی اردو بیورو نئی دہلی ۱۹۸۵ءص:۵۷۔۵۵

۸۔ یونس شاہ سید پروفیسر،تذکرہ نعت گویانِ اردو،ج:ا، مکہ بکس لاہور،۱۹۸۲ء،ص:۱۲۹

۹۔ معراج العاشقین، مرتبہ خلیق انجم (منقولہ تذکرہ نعت گویانِ اردو جلدا،ص:۱۲۹)

۱۰۔ یونس شاہ سید،تذکرہ نعت گویانِ اردو،جلدا،ص:۱۳۰

۱۱۔ ایضاً ص:۱۳۱

۱۲۔ ایضاً ص:۱۲۸

۱۳۔ فخر الدین نظامی، مثنوی کدم راؤ پدم راؤ (مرتبہ ڈاکٹر جمیل جالبی) (مقدمہ ص:۳۰ تا ص:۳۲) طبع جدید، ایجوکیشنل ہاؤس، دہلی ۱۹۷۹ء،ص:۳۰ تا ۳۲[نیز نعت کائنات (مرتبہ راجا رشید محمود) مقدمہ ص:۳۱ تا ۳۲]

۱۴۔ نصیرالدین ہاشمی، دکن میں اردو،بھارتی ایڈیشن (ابتدائیہ از ڈاکٹر فہمیدہ بیگم) ص:۴

۱۵۔ حفیظ قتیل ڈاکٹر، معراج العاشقین کا مصنف، (بحوالہ تلخیص از نجم الاسلام) مشمولہ مجلّہ "تحقیق" دسواں گیارہواں مشترکہ شمارہ جامشورو، سندھ یونیورسٹی،۱۹۹۷۔۱۹۹۶ء،ص:۸۷۵

۱۶۔ ایضاً ص:۸۷۵

۱۷۔ ایضاً ص:۸۶۶

۱۸۔ ایضاً ص:۸۶۴۔۸۶۵

۱۹۔ ایضاً ص:۸۷۶

۲۰۔ ایضاً ص:۸۶۷

۲۱۔ عاصی کرنالی ڈاکٹر،اردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر، کراچی: اقلیم نعت ۲۰۰۱ء،ص:۲۵۰

۲۲۔ ریاض مجید ڈاکٹر' اردو میں نعت گوئی' اقبال اکادمی پاکستان' لاہور ۱۹۹۰ء' ص:۱۷۰

۲۳۔ حفیظ تائب' مقالہ نعت مشمولہ' اردو دائرہ معارف اسلامیہ' جلد۲۲' پنجاب یونیورسٹی لاہور ۱۹۸۹ء' ص:۳۰۴' عمود۔ ۱۱

۲۴۔ حفیظ تائب مقالہ اردو نعت' مشمولہ نقوش رسول نمبر۱۰' ادارہ فروغ اردو لاہور ۱۹۸۴ء' ص:۱۶۹

۲۵۔ محمد اکرم رضا' نعت (تعریف' تاریخ' رجحانات' تقاضے) مشمولہ شام وسحر نمبر۶' لاہور' ۱۹۸۷ء' ص:۶۷

۲۶۔ رشید محمود راجا' نعت کائنات' (مقدمہ) جنگ پبلشرز لاہور' ۱۹۹۳ء' ص:۳۲

۲۷۔ ایضاً ص:۳۲

۲۸۔ نصیر الدین ہاشمی' دکن میں اردو' (پاکستان ایڈیشن) ص:۲۹

۲۹۔ ایضاً ص:۳۶

۳۰۔ الف۔ د۔ نسیم ڈاکٹر' تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند' جلد۶' پنجاب یونیورسٹی' لاہور' ۱۹۷۱ء ص:۲۵۵

۳۱۔ محمد اسماعیل آزاد' اردو شاعری میں نعت (ابتداء سے عہد محسن تک) لکھنؤ' بھارت: نسیم بک ڈپو' ۱۹۹۲ء' ص:۴۱

۳۲۔ ایضاً ص:۴۰

۳۳۔ ایضاً ص:!۴

۳۴۔ اقبال الدین احمد' تذکرہ خواجہ گیسو دراز' کراچی: اقبال پبلشرز' ۱۹۶۶ء' ص:۲۸

۳۵۔ محمد اسماعیل آزاد' اردو شاعری میں نعت' (ابتدا سے عہد محسن تک) ص:۴۱

۳۶۔ الف۔ د۔ نسیم' مقالہ' مشمولہ' تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند' جلد۶' لاہور: پنجاب یونیورسٹی' طبع اول ۱۹۷۱ء' ص:۲۵۶

۳۷۔ ایضاً ص:۲۵۸

۳۸۔ ایضاً ص:۲۵۶

۳۹۔ جمیل جالبی ڈاکٹر' ''مثنوی نظامی دکنی المعروف بہ کدم راؤ پدم راؤ' کراچی: انجمن ترقی اردو' پاکستان۔ طبع اول ۱۹۷۳ء' ص:۳۰ تا ۳۵

اس ضمن میں ڈاکٹر جمیل جالبی نے لکھا ہے کہ

''اس (مثنوی کدم راؤ پدم راؤ) سے فوراً پہلے جو تصانیف ہمارے سامنے آتی ہیں۔ ان میں ایک مختصر رسالہ ہے جسے سید محمد اکبر حسینی (م ۸۱۲ھ) سے منسوب کیا جاتا ہے اور دوسری تصنیف ''معراج العاشقین'' ہے جس کے مصنف خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بتائے جاتے ہیں۔ نویں صدی ہجری میں ہمیں شیخ باجن کی جکریاں ملتی ہیں اور ان سے پہلے امیر خسرو کی خالق باری کے علاوہ دوہرے' کہہ مکرنیاں اور پہیلیاں بھی ملتی ہیں۔ امیر خسرو سے پہلے ہماری نظر بابا

فرید گنج شکر کے کلام پر پڑتی ہے اوران سے پہلے کتبِ تواریخ میں مسعود سعد سلمان (م ۵۱۵ھ) کے دیوانِ ہندوی کا ذکر ملتا ہے۔'' (حوالہ بالا ص: ۳۰)

مسعود سعد سلمان کا دیوانِ ہندوی چونکہ ناپید ہے لہٰذا ''اظہارِ افسوس کے ساتھ اس کا ذکر تو کیا جا سکتا ہے لیکن اولین کا سہرا اس کے سر نہیں باندھا جا سکتا۔'' (ایضاً ص ۳۱)

شیخ فرید الدین مسعود گنجِ شکر (۵۶۹ھ-۶۶۴ھ) کا کلام (دوہرے اور اقوال) بکھرے ہوئے تبرکات ہیں' ان کو با قاعدہ تصنیف کے ذیل میں نہیں لایا جا سکتا۔ (ایضاً ص: ۳۱)

امیر خسرو کے کلام کو عوام نے سینے سے لگایا۔ یہ سینہ بہ سینہ ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچتا رہا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں الحاقی عنصر شامل ہوتا گیا۔ اب اصل کلام کتنا ہے.......... بتانا مشکل ہے۔ ''خالق باری'' اولاً تو یہ نعت کی کتاب ہے۔ ثانیاً ان کے دوسرے ہندوی کلام کی طرح اس میں بھی الحاقی عنصر شامل ہو گیا ہے۔..........

شیخ بہاؤالدین باجن (۷۹۰ھ-۹۱۲ھ) کی تصنیف ''خزائن رحمت اللہ'' میں ان کے پیر و مرشد کے ملفوظات و اقوال جمع کیے گئے ہیں۔ باجن نے اس کتاب کے باب ہفتم میں اپنے دوہرے اور جکریاں بھی جمع دیے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ فارسی کی کتاب ہے۔ اس سے اردو زبان کے قدیم نمونے تو اخذ کیے جا سکتے ہیں لیکن اسے اردو زبان کی پہلی با قاعدہ تصنیف کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ (ایضاً ص: ۳۲)

عمر یافعی نے تین صفحات پر مشتمل جو رسالہ دریافت کیا تھا' (جس میں پندرہ سطریں نثر میں اور اڑتیس ابیات ہیں) کے آخر میں ''من تصنیف سید محمد اکبر حسینی بندہ نواز'' کے الفاظ ملتے ہیں۔ اس رسالے کی نسبت معراج العاشقین کی زبان صاف ہے۔ ''اہل دکن نے.......... تین صفحوں کے اس مختصر رسالے کو نویں صدی ہجری کے دکنی ادب کے دامن میں ٹانک کر یقیناً تحقیقی ستم ظریفی'' کا ثبوت دیا ہے۔'' (ایضاً ص: ۳۳) معراج العاشقین کو مولوی عبدالحق نے ڈرتے ڈرتے شائع تو کر دیا لیکن زندگی بھر اصرار نہیں کیا..........شاہ محمد علی سامانی نے (جو خواجہ بندہ نواز کے مرید و خادم تھے) ۸۳۱ھ میں 'سیرِ محمدیؐ' نامی کتاب لکھی۔ اس میں خواجہ بندہ نواز کی چھوٹی بڑی ۳۶ تصانیف کا ذکر ہے۔ یہ سب عربی فارسی میں ہیں۔